باب-91

اَلدِّیْنُ یُسْرٌ

☆ یُرِیدُ اللّٰـــهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۔

ترجمہ: اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا۔(سورۃ البقرۃ: آیت185 کا حصہ)

☆ لَا یُکَلِّفُ اللّٰـــهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۔

ترجمہ: اللہ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔(سورۃ البقرۃ: آیت286 کا حصہ)

صاحبو! اعتقاد الگ چیز ہے اور عمل الگ چیز۔ بد اعتقاد، باغی ہے اور بد عمل، مجرم۔ دونوں کی سزا ایک نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا نیک عقیدہ کو آخر نجات ہونی چاہیے۔اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ مَلاۗئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللہِ تَعالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، کا ماننا (یعنی اللہ، اور اس کے فرشتوں، اور اس کی کتابوں، اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں، اور روزِ آخرت، اور خیر و شر کا منجانب اللہ ہونا اور مرنے کے بعد اُٹھائے جانے پر ایمان) اور ان کا یقین کرنا ضروری ہے۔ مگر دین اس قدر آسان ہے کہ جس نے لآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کہا وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔

بڑی نادانی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ممکن چیز کا حکم دیا ہو اور تم اپنی جہالت اور آرام طلبی سے اس کو تکلیف سمجھو۔ ہمارے پاس تو یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ کر اور دوسری عبادتیں کر کے استغفار پڑھتے ہیں اور اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں اور ہر گز خدا پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ اس نے ہماری طاقت سے زیادہ تکلیف دی۔ اور جھوٹی منطقی بحثیں نہیں نکالتے۔ کیونکہ ہماری ہار کا اعتراف ہی ہماری جیت ہے۔

❖ اسلام میں جو سہولتیں ہیں ہم ذرا ان میں سے کچھ پر نظر ڈالتے ہیں۔

دیکھو! تیمم کتنی بڑی سہولت ہے۔ پانی نہ ملے یا پانی کا استعمال کرنا ممکن نہ ہو، خواہ بیماری کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے، تو بس تیمم کی نیت کے ساتھ دو ہاتھ دیوار پر مارو اور منہ پر پھیر لو۔ دوسری دفعہ دونوں ہاتھ دیوار پر مار کر کہنیوں تک پھیر لو۔ اگر ایک دفعہ کامل وضو کر لیں پھر اگر دن بھر جرابیں پہن رکھی ہیں تو پیروں کا مسح کر لینا کافی ہے۔ مسافر کو مسلسل تین روز تک کے لیے اس کی اجازت ہے۔

Siddiqui Publications

ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا چاہیے۔ بعض صحابہ ایک نماز کے آخر وقت اور ایک نماز کے ابتدائی وقت میں یکے بعد دیگرے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اس کو' جمع صُوَ ری' کہتے ہیں۔ حقیقت میں اس صورت میں ایک نماز دوسرے کے وقت میں نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ حج میں ظہر و عصر و مغرب میں جمع تقدیم بھی کی ہے اور جمع تاخیر بھی کی ہے۔ میرے پاس نماز چھوڑنے سے بہتر ہے کہ کسی ایک امام کے قول کے مطابق ہی سہی، مگر پڑھنا چاہیے۔ ایسے شخص کو میں' تارک الصلوٰۃ' اور نافرمان نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس کو گمراہ جانتا ہوں۔ میں جمع صلاتین (دو نمازوں کو ایک وقت پر ادا کرنے) کو قضا کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ مگر ہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ آرام طلبی الگ چیز ہے اور ضرورت الگ چیز ہے۔ بعض جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازوں کو ایک وقت بھی پڑھا ہے۔ دیکھو! فوجی سپاہیوں کا اپنی ڈیوٹی پر موجود رہنا ایک "ضرورت" ہے۔

اسلام میں یہ کتنی بڑی سہولت ہے کہ سفر میں چار رکعت پڑھنا دشوار ہوتا ہے اس واسطے کہا گیا ہے، اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ، نماز سے چند رکعتیں کم کر لو (سورۃ النساء: آیت 101) یعنی دو رکعت پڑھو کا حکم ہے۔ سنن اور نوافل کے لیے وقت نہیں تو دو رکعت فرض نماز کو تو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

نماز کے لیے عورتوں کا سر سے پاؤں تک ڈھکنا ضروری ہے۔ مرد اگر پورے کپڑے پہنے ہوئے ہو تو ماشاء اللہ، مگر اس کے لیے ستر ڈھانک لینا بھی کافی ہے۔ ناف سے گھٹنوں کے کچھ نیچے تک مرد کی ستر ہے۔ ایک میرے دوست تھے۔ وہ نماز پڑھتے تو باقاعدہ شیروانی پہنتے، سر پر پگڑی باندھتے اور پیروں میں جرابیں ہوتیں۔ اور کہتے میں اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہوں۔ مجھے نماز پر ان کا اتنا اہتمام کرنا بہت پسند آتا۔

لوگ بیماری یا درد کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ ہوں یا سجدہ نہیں کر پاتے یا پیر سمیٹ کر بیٹھ نہیں سکتے تو جس طرح بھی ممکن ہو سکے پڑھی جا سکتی ہے۔ حتیٰ کہ شدید بیماری کی صورت میں اشاروں سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ غرض جس طرح بھی ہو سکتا ہے ادا کرنا چاہیے، چھوڑنا بُری بات ہے۔

میرے پاس قرآن کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے۔ چاہے اس کے معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن کے الفاظ میں خود برکت ہے۔ اگر تمھاری زبان سے صحیح تلفظ ادا نہیں ہوتا تو کیا پرواہ کی بات ہے۔ کوشش تو کرو۔ اللہ کی عبادت سے دور تو نہ رہو۔

روزہ کے لیے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو وہ شام صبح دو وقت کسی غریب کو کھانا کھلا دے۔ پھر اللہ تندرست کر دے، قوت عطا کر دے تو روزوں کی قضا بھی کر لے۔ اگر کوئی شیخ فانی ہے یعنی اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا تو اس کا کسی غریب کو دو وقت کھانا کھلا دینا کافی ہے۔

ایک دفعہ ایک کرسچین نے لاہور میں لکھ مارا کہ قطب شمالی و جنوبی کے قریب چھے چھے مہینے کے رات دن ہوتے ہیں۔ پس وہاں کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا اسلام کے احکام تمام دنیا کے لیے نہیں ہیں۔

- فقیر نے اس کے جواب میں تحریر کیا کہ:

(1) روزہ کچھ اسلام سے خاص نہیں ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں بلکہ ہندوؤں کے پاس بھی ہے۔ لہٰذا جو جواب تمھارا ہے، وہی جواب مسلمانوں کا بھی ہے۔

(2) ان مقامات میں آدمی ہی نہیں بستے تو ایسے مقام کے لیے احکام ڈھونڈنا بے کار ہے۔

(3) جب ایک شئے نہ ہو سکے تو اس سے مشابہ تر کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک عورت آئسہ یعنی ایسی بوڑھی ہوگئی ہو کہ اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کے تین حیض تین مہینوں میں بدل جاتے ہیں۔ اس اصول سے چھے مہینے رات چھے مہینے دن رہے بھی تو 24 گھنٹوں میں سے 12 گھنٹے کو دن سمجھو اور 12 گھنٹے کو رات۔ یوں گھنٹوں کے لحاظ سے نمازوں کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے اور روزوں کا بھی۔

(4) قرآن شریف میں مَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، ہے، یعنی رمضان کے مہینے کو پاؤ تو روزہ رکھو، ہے، (سورۃ البقرۃ: آیت 185)۔ جب رمضان کا مہینہ ہی نہیں تو روزہ بھی نہیں۔ دیکھو وضو میں منہ ہاتھ اور دونوں پاؤں دھونے چاہئیں۔ لیکن اگر ہاتھ کٹ گئے ہوں یا پاؤں کٹ گئے ہوں تو ان کا دھونا بھی نہ رہا۔

اسلام میں روپیہ ایک جگہ رہنے کے لیے نہیں ہے۔ غریبوں کی امداد کرنا اسلام میں ضروری ہے۔ زکوٰۃ مالداروں سے لی جاتی ہے۔ غریبوں کو دیجاتی ہے۔ ایک زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے مسلمانوں کے تمام کام خراب ہو رہے ہیں۔ اگر زکوٰۃ دیتے رہیں تو یہ چندے بازی کی ضرورت ہی نہ ہو۔

اسلام میں وصیت کی بھی بہت تاکید ہے۔ بیٹوں کے رہتے ہوئے پوتوں اور نواسوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا۔ وصیت سے ان کی مدد کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ ان محروم قربتداروں اور دیگر نیک کاموں میں ثلث (1/3) مال تک وصیت کرنے کا حکم ہے۔

اہم یہ ہے کہ اللہ کی یاد ضروری ہے۔ اس کے احکام کی اطاعت ضروری ہے۔ جس کے دل میں اللہ کا خیال ہے، اللہ سے ڈرنا ہے تو وہ کسی حال عبادت کے لیے کوئی نہ کوئی صورت اختیار کر ہی لے گا۔ نہ کرنے والے کے لیے ہزار حیلے ہیں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 2 صفحہ 42 تا 44 پارہ 3 صفحہ 65، 66 اور کتابچہ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ مولفہ حسرتؒ}

متفرقات۔Miscellaneous

الرَّحْمَـٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ (اللہ) رحمٰن تختِ حکومت پر قائم ہے، (سورۃ طہٰ: آیت 5)۔

عربی میں عرش کا لفظ حکومت سے استعارہ ہوتا ہے۔ جیسے اردو میں کہتے ہیں کہ فلاں کی تخت نشینی ہوئی، یعنی اس کی مکمل حکومت قائم ہوئی۔ عالمِ مثال والوں کو ایسے ہی نظر آتا ہے جیسے کہ ایک تجلی، مثالی تخت پر جلوہ گر ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے یعنی اس کے لیے علو اور بلندی ثابت ہے ، اس کی حکومت قائم ہے۔ دیکھو! عرش خود اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ کون سی جگہ ہے جہاں اس کی حکومت نہیں۔ عرش پر اس کی حکومت ہے۔ فرش پر اس کی حکومت ہے۔ یہ سب اللہ کی ملک ہے۔ 'عرشی' ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ نہیں سمجھتے بلکہ صرف عرش پر سمجھتے ہیں۔ دراصل استعارات کو نہ سمجھنے سے اس طرح کی بڑی غلط فہمیاں ہو رہی ہیں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 16 صفحہ 70}

صاحبو! ہر قوم میں ایک دن عبادت کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ جمعہ ، مسلمانوں کی ہفتہ واری عید ہے۔ ہفتہ ، یہودیوں کی۔ اور اتوار عیسائیوں کی عید کا دن ہے۔ یہ یہودی جب سبت یعنی ہفتہ کا دن مناتے تو مچھلیاں سمندر کے کنارے سر اٹھائے آتیں ، دوسرے دنوں میں نہ آتیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آتا۔ سبت کے دن وہ مچھلیوں کا شکار تو نہ کرتے مگر ایک بند سا بنا کر ان مچھلیوں کو روک لیتے اور دوسرے دن پکڑ لیتے۔ سبت کی تو غرض یہ تھی کہ شکار نہ کریں ، نہ تجارت کریں بلکہ اس دن عبادت ہی کریں۔ لیکن وہ تاویل کرتے کہ ہم ہفتہ کے روز شکار نہیں کرتے بلکہ دوسرے دن کرتے ہیں۔ وہ بند بنانے کو شکار کے عمل میں شامل نہ کرتے۔ ایسی بے جا تاویل مذہب کو دل لگی اور تماشا بنا دیتی ہے۔ مسلمانوں کی عبادت کا دن جمعہ کا ہے۔ مگر ہو رہا ہے کیا ۔۔۔؟ کہتے ہیں ہفتے میں ایک دن تو چھٹی کا ملا ہے کیا اس میں بھی سینما نہ دیکھیں؟ باغ میں سیر کو نہ جائیں؟ گارڈن پارٹی نہ کریں؟ جمعہ کی نماز ایک طرف رہ جاتی ہے اور جو کام آج کے دن نہ ہونے کے ہیں وہ ضرور کیے جاتے ہیں۔ یہ قوم کی بد نصیبی ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 9 صفحہ 54}